بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف اول

"بیع موجل" یعنی ادھار چیز کو نقد کے مقابلے میں زیادہ قیمت پر فروخت کرنے کی شرعی حیثیت کے بارے میں علمی بحث کا آغاز "حکمت قرآن" کے صفحات میں قریباً ڈیڑھ سال قبل ہوا تھا۔ مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل" اور مولانا محمد طاسین صاحب نے جو موقف اختیار کیا' اور جو اس بحث کا نقطۂ آغاز بنا' وہ احناف کے عام موقف سے جس پر کہ آج کل فتویٰ دیا جاتا ہے' ہٹ کر تھا۔ چنانچہ اس پر ہم نے علماء کرام کو دعوت دی کہ وہ وقت کے اس نہایت اہم مسئلے کے ضمن میں ہماری رہنمائی کریں' بالخصوص استاذ محترم' مولانا الطاف الرحمٰن بنوی صاحب سے راقم نے اس موضوع پر قلم اٹھانے کی خصوصی فرمائش کی تھی۔ چنانچہ ایک علمی بحث مباحثے کا آغاز ہو گیا' لیکن بعد میں اس مباحثے میں تلخی در آئی جسے یقیناً ناخوشگوار ہی کہا جا سکتا ہے۔ تادم تحریر اس ضمن میں مولانا طاسین صاحب کا آخری مضمون جون ۹۳ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا جس کے جواب میں مولانا بنوی صاحب نے اپنے تاثرات پر مشتمل ایک خط "حکمت قرآن" کے مدیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے نام ارسال کیا' چونکہ مولانا کی خواہش بھی ہے اور ہماری اخلاقی ذمہ داری بھی کہ اس خط کو شائع کیا جائے لہٰذا اسے قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے:

محترم و مکرم جناب ڈاکٹر صاحب زیدت معالیہ ----- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی روز پہلے گھر گیا تھا تو ماہ جون کے شمارہ حکمت قرآن میں مولانا محمد طاسین صاحب صاحب کا وہ خط نظر سے گزرا جو میرے مضمون کے بارے میں آپ کو لکھا تھا اور آپ نے شائع کیا ہے۔ بیع الموجل پر بحث کے سلسلے میں میرے پہلے مضمون کے حوالے سے آپ کو یقیناً یہ بات معلوم ہوگی کہ اس دنگل میں شریک ہونا میری کسی اپنی خواہش اور ذاتی دلچسپی کی بنا پر ہرگز نہ تھا بلکہ بھائی عاکف صاحب کی تحریک بلکہ اصرار پر تھا۔ لیکن یہ بات تو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ اختلاف رائے کی صورت میں اس اقدام شرکت کی اتنی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ میرا خیال تھا کہ مولانا کو اس دفعہ تنبہ ہو چکا ہوگا' اب وہ میرے جواب الجواب کے مندرجات کا ترتیب وار اخلاقی اور علمی سامنا کریں گے' لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدی۔ مولانا نے بالکل خلاف توقع ایک اور ایسا انداز اختیار کیا جس نے مجھے پہلے سے بھی زیادہ مایوس کیا۔ مولانا صحیح لکھتے ہیں یا غلط لکھتے ہیں' لیکن ان کی تحریروں میں یہ کمال ضرور ہوتا ہے کہ وہ بہت واضح اور غیر مبہم ہوتی ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اس تحریر میں خاصا ابہام اور الجھاؤ ہے' جس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مولانا خود سخت اشتباہ اور التباس کا شکار ہو گئے ہیں۔ بہرحال مولانا کی اس تحریر پر مفصل تبصرہ کرنے کے لئے نہ خود کو آمادہ پاتا ہوں اور نہ شاید آپ اس کو مزید طول دینے کے حق میں ہوں گے۔ چونکہ میرے پاس اس مسئلے سے متعلق سارا ریکارڈ موجود نہیں ورنہ میں خود یہ کام کر لیتا۔ اب آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس مسئلے سے متعلق تمام شائع شدہ مضامین کو پاکستان کے کسی ایک یا کئی ان علمائے کرام کے پاس بغرض فقہی تجزیہ روانہ فرمائیں جو علم فقہ میں واقعی درک رکھتے ہوں اور پھر اس پورے مواد کو یکجا کر کے افادۂ عام اور ملت کی خیر خواہی کے جذبے سے کتابی صورت میں شائع کر دیں۔

خدا گواہ ہے کہ جہاں تک فقہی دلائل کا تعلق ہے اس کے پیش نظر مجھے بیع الموجل کے سود نہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)